۱۱ستمبر کے واقعات کی شرعی حیثیت

شیخ حمود بن عبداللّٰہ بن عقلاء الشعیبیؒ

کا فتویٰ

(۲۸ جمادی الثانی، ۱۴۲۲ھ)

سوال:

عالی قدر شیخ حمود بن عبداللّٰہ بن عقلاء الشعیبی حفظہ اللّٰہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۱ستمبر، ۲۰۰۱ء کو امریکہ میں پیش آنے والے واقعات پر بہت بحث مباحثہ اور گفتگو سننے کو ملتی ہے۔ کچھ لوگ ان حملوں کو جائز قرار دیتے ہوئے ان کی تائید کرتے ہیں، جبکہ کچھ لوگ ان کو ناجائز قرار دیتے ہوئے تنقید۔ ان دونوں متضاد آراء میں سے کون سی رائے آپ کے خیال میں درست ہے؟ براہِ کرم ذرا وضاحت سے جواب دیجیے کیونکہ لوگوں کے ذہنوں میں اس حوالے سے بہت سے اشکالات اور شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں۔ جزاکم اللہ!

جواب:

الحمد للہ رب العالمین وا لصلاۃ والسلام علی النبی الامین وعلی آلہ و صحا بتہ اجمعین و من صار علی نھجھم الی یوم الدین، اما بعد:

اصل جواب کی طرف آنے سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ کافر امریکی ریاست

جب بھی کوئی فیصلہ کرتی ہے ،خصوصاً کہیں حملہ کرنے یا جنگ شروع کرنے کا فیصلہ،تو ایسا اقدام عوامی رائے کی تائید کے بغیر نہیں اٹھایا جاتا،خواہ وہ رائے عامہ ریفرنڈم یا سروے کے ذریعے معلوم کی جائے ، یا کانگریس میں موجود نمائندے اس رائے کا اظہار کریں۔ایسی حالت میں ہر وہ امریکی جس نے جنگ کے حق میں آواز بلند کی محارب ہے اور کم از کم جنگ میں معاون اور مددگار کی حیثیت سے تو ضرور ہی شریک ہے۔انشاءاللہ مسئلے کے اس پہلو پر تفصیلی گفتگو بعد میں آئے گی۔

اسی طرح یہ سمجھ لینا بھی نہایت ضروری ہے کہ مسلمانوں اور کفار کے باہمی تعلقات سیاسی پالیسیوں اور شخصی مصلحتوں کی روشنی میں استوار نہیں کیے جاتے، بلکہ یہاں بھی رہنما اور فیصلہ کن حیثیت کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔قران نے اس مسئلے کی اہمیت کے پیشِ نظر اسے امتِ مسلمہ کیلئے اس قدر صراحت سے واضح کیا ہے کہ کسی قسم کے شک وشبہے کی گنجائش باقی نہیں بچتی۔

اس مسئلے سے متعلقہ آیات دو باتوں پر مرتکز ہیں:

- الولاء (یعنی مومنین سے دوستی ووفاداری)
- البراء (یعنی کفار سے عداوت وبیزاری)

آیاتِ قرآنی کی ایک کثیر تعداد کا انہی دو باتوں پر مرتکز رہنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ’’الولاء و البراء‘‘ کا عقیدہ دین کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے اور اسی بات پر علمائے امت کا اجماع ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کفار کی طرف جھکنے اور ان سے دوستی و وفاداری کا تعلق قائم کرنے سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (المآئدة: ۵۱)

﴿اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی بھی انہیں اپنا دوست بنائے وہ انہی میں سے ہے﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ (الممتحنة: ۱)

﴿اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ (آلِ عمران: ۱۱۸)

﴿اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا کسی کو نہ بناؤ، (تم نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تو) تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو، ان کی دشمنی تو خود ان کی زبان سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے﴾

اسی طرح کفار سے برأت وبیزاری کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ (الممتحنة: ۴)

﴿تم لوگوں کے لئے ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں۔ ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت ہوگئی اور بیر پڑ گیا جب تک کہ تم اللہ واحد پر ایمان نہ لے آؤ﴾

لَا تَجِدُ قَوْماً يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْا اٰبَآئَهُمْ اَوْ اَبْنَآئَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (المجادلة: ٢٢)

﴿آپ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت کرتے نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ، ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے﴾

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ (الزخرف: ٢٦)

﴿اور جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ میں ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے راہِ ہدایت دکھائے گا﴾

قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَ اَبۡنَآؤُکُمۡ وَ اِخۡوَانُکُمۡ وَ اَزۡوَاجُکُمۡ وَ عَشِیۡرَتُکُمۡ وَ اَمۡوَالُ اقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَ تِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَهَا وَ مَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ

(التوبة: ۲۴)

﴿اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز واقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تمہیں اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور اسکی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں، تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے، اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا﴾

دین کا ادنیٰ سا علم رکھنے والے شخص کے لئے بھی یہ بات سمجھنا مشکل نہیں ہونی چاہیئے کہ یہ اور ایسی بیسیوں دیگر آیات اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ کفار سے بغض، بیزاری اور عداوت رکھنا واجب ہے۔

جب یہ بات سمجھ گئے تو جان لو کہ امریکہ ایک اسلام دشمن کافر ریاست ہے جو ہر سمت سے مسلمانوں پر حملہ آور اور ان پر اپنی بڑائی قائم کرنے کی خواہشمند ہے۔ اسی لئے امریکہ نے برطانیہ، روس اور دیگر طاقتوں کے تعاون سے سوڈان، عراق، افغانستان، اور لیبیا وغیرہ کے مسلمانوں کو اپنے حملوں کا نشانہ بنایا اور وہاں اسلام کے خاتمے کے لئے

بدستور کوشاں ہے۔ یہ امریکہ ہی تھا جس نے فلسطینیوں کو ان کے علاقوں سے بے دخل کرنے اور بندر وخنزیر کے بھائیوں کو وہاں اکٹھا کرنے کی تحریک چلائی اور آج تک وہ فاجر یہودی ریاست کو بھرپور سفارتی، مالی اور عسکری امداد فراہم کرنے میں مشغول ہے۔ یہ سب اعمالِ شر کرنے کے باوجود یہ توقع کیسے رکھی جاسکتی ہے کہ امریکہ کو مسلمانوں کا دشمن اور ان کے خلاف مسلسل حالتِ جنگ میں نہ سمجھا جائے؟

جب امریکہ نے افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں سوویت اتحاد کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھا تو اس نے یہ سمجھا کہ شاید اب دنیا میں وہی تنہا 'سپر پاور' ہے جس کے اقتدار کو چیلنج کرنے والا کوئی نہیں، چنانچہ اس نے زمین میں اکڑنا، تکبر کرنا، فساد پھیلانا، اور سرکشی وطغیانی کا رویہ اختیار کرنا شروع کر دیا......مگر وہ یہ بھول گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات امریکہ سے زیادہ طاقتور اور اسے ذلیل ورسوا کرنے پر قادر ہے۔

افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ ہمارے بعض بھائی، حتیٰ کہ علماء بھی، امریکہ کے خوشنما ظاہر کو دیکھتے ہوئے اس کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں، اور یہ بھول جاتے ہیں کہ امریکہ نے پورے عالمِ اسلام میں قدم قدم پر قتل و غارت گری اور فتنہ وفساد کا کیسا بازار گرم کر رکھا ہے۔ یہی بدنما چہرہ دراصل امریکہ کا اصلی روپ ہے!

میں یہاں ان شبہات کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں جن کا سہارا لے کر ایسے علماء اپنے مؤقف کا دفاع کرتے ہیں۔

پہلا شبہ:

ایک دلیل تو یہ سننے میں آتی ہے کہ ”ہمارے اور امریکہ کے درمیان کچھ معاہدات ہیں جن کی پابندی اور احترام کرنا ہم پر واجب ہے“۔

میں اس بات کے دو جواب دیتا ہوں:

اولاً، امریکہ گیارہ ستمبر کے واقعات میں مسلمانوں کے ملوث ہونے کا کوئی ٹھوس ثبوت تاحال پیش نہیں کر سکا اور ابھی تک یہ تمام باتیں محض الزامات کی حیثیت رکھتی ہیں......(واضح رہے کہ جس وقت یہ فتویٰ دیا گیا تھا، اس وقت تک مجاہدین نے گیارہ ستمبر کے حملوں کی ذمہ داری قبول کرنے کا اعلان نہیں کیا تھا۔ بعد میں مجاہد شیخ اسامہ بن محمد بن لادن نے اپنے متعدد بیانات میں ان حملوں کی ذمہ داری باقاعدہ طور پر قبول کی۔ مثلاً: مجاہد شیخ اسامہ بن محمد بن لادن کا امریکی انتخابات ۲۰۰۴ء کے موقع پر امریکی عوام کے نام پیغام، ۱۰ رمضان المبارک، ۱۴۲۵ھ)......لہٰذا جب تک یہ الزامات ثابت نہ ہوں یہ کہنا درست نہیں کہ ہم نے کوئی معاہدہ توڑا ہے۔ جہاں تک کفار سے اعلانِ برأت کا معاملہ ہے، تو اس کا کسی معاہدے کے ٹوٹنے یا خلاف ورزی کرنے سے کوئی تعلق نہیں، یہ تو اللہ کی طرف سے عائد کردہ اور اس کی کتاب میں بیان شدہ ایک مستقل فریضہ ہے۔

ثانیاً، اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ مسلمانوں اور امریکہ کے درمیان واقعتاً کوئی معاہدات موجود ہیں تو بھی یہ سوال امریکہ سے پوچھا جانا چاہیئے کہ وہ ان معاہدات کو کیوں پورا نہیں کرتا، اور کیوں ابھی تک مسلمانوں کے خلاف زیادتی اور ان کو ایذا پہنچانے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے؟ معاہدے کو پورا کرنا ایک نہیں، دونوں فریقوں کی ذمہ داری ہوتی ہے اور معاہدے پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ نقضِ عہد ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِنْ نَّكَثُوْا اَيْـمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَا اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ (التوبة: ١٢)

﴿اور اگر عہد کرنے کے بعد یہ پھر اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر حملے شروع کر دیں تو کفر کے علمبرداروں سے جنگ کرو کیونکہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ شاید کہ (پھر تلوار ہی کے زور سے) وہ باز آئیں گے﴾

دوسرا شبہ:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "گیارہ ستمبر کے مقتولین میں معصوم شہری بھی شامل تھے"۔

اس شبہے کے کئی جوابات دیئے جا سکتے ہیں:

۱۔ حضرت صعب بن جثامہؓ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان مشرکین اہلِ بستی کے بارے میں دریافت کیا گیا جن پر رات کے وقت حملہ کیا جائے اور (تاریکی کی وجہ سے) حملے میں ان کی عورتیں اور بچے بھی مارے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هُمْ مِنْهُم (بخاری :كتاب الجهاد و السير)

(وہ انہی میں سے ہیں)

اس حدیث سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ عورتیں، بچے اور وہ سب لوگ جن کو عام حالات میں دورانِ جنگ قتل کرنا ممنوع ہے، اگر محاربین کے ساتھ یوں گھلے ملے ہوں کہ ان میں تمیز کرنا ممکن نہ رہے، تو ان کا قتل بھی جائز ہے۔ درج بالا حدیث میں آپ صلی اللہ

علیہ وسلم سے رات کے وقت حملے کے بارے میں پوچھا گیا......اور رات کے اندھیرے میں ایسی تمیز کرنا ممکن نہیں ہوتا......تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حملے کو جائز قرار دیا، کیونکہ عورتوں اور بچوں کو قصداً نشانہ بنا کر مارنا درست نہیں، البتہ اگر یہ محاربین کے ساتھ ضمناً مارے جائیں تو جائز ہے۔

۲۔مسلمان جرنیل کفار کے خلاف جنگوں میں منجنیق کے گولے برسایا کرتے تھے، حالانکہ منجنیق کا گولہ محارب اور معصوم میں فرق نہیں کرتا، مگر پھر بھی اس ہتھیار کا استعمال مسلمانوں کا مستقل طریقہ رہا۔ابنِ قدامہؒ فرماتے ہیں کہ

''(دشمن کے خلاف) منجنیق نصب کرنا جائز ہے کیونکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ طائف پر اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے سکندریہ والوں پر منجنیق نصب کی تھی۔'' (**المغنی و الشرح ۱۰/۵۰۳**)

ابنِ قاسمؒ '**الحاشیة**' میں لکھتے ہیں:

''چونکہ دشمن کو نقصان پہنچانے کے جواز پر علماء کا اجماع ہے، لہٰذا کفار پر منجنیق کے گولے برسانا جائز ہے، اگرچہ اس سے بچے، عورتیں، بوڑھے، اور راہب بلا ارادہ مارے جائیں۔'' (**الحاشیة علی الروض ۴/۲۷۰**)

۳۔مسلمان فقہاء نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر کفار حملے سے بچنے کیلئے کچھ مسلمانوں کو بطور ڈھال استعمال کر رہے ہوں، تو ایسے میں حسبِ ضرورت حملہ کر دینا جائز ہے۔گو کہ ان معترضین کی اصطلاح میں وہ مسلمان ''معصوم'' ہیں، مگر فقہاء پھر بھی ایسے حملے کو درست گردانتے ہیں۔ابنِ تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ اگر کفار کی فوج مسلمان قیدیوں کو بطور ڈھال

استعمال کرے اور قتال نہ کرنے سے باقی مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو قتال جاری رکھا جائے گا، اگرچہ نتیجتاً (بطور ڈھال استعمال کئے جانے والے) مسلمان قیدی مارے ہی کیوں نہ جائیں۔'' (الفتاویٰ ۲۸/ ۵۴۶-۵۳۷، ج ۲۰-۵۲)

ابنِ قاسمؒ 'الحاشية' میں لکھتے ہیں:

''اگر کفار کسی مسلمان کو بطور ڈھال استعمال کر رہے ہوں تو ان پر حملہ کرنا جائز نہیں، سوائے اس صورت میں جب حملہ نہ کرنے سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، تو ایسے میں کفار کو مارنے کا ارادہ کر کے حملہ کیا جا سکتا ہے۔ اس رائے سے کسی کو اختلاف نہیں۔'' (الحاشية علی الروض : ۴-۲۷۱)

یہاں میں اپنے ان بھائیوں سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں جو ۱۱ ستمبر کے حملے کو ''دہشت گردی'' کا نام دیتے ہیں: کیا امریکہ کا اپنے جہازوں اور میزائلوں سے سوڈان کی دوا ساز فیکٹری تباہ کرنا...... یہ جانتے ہوئے کہ فیکٹری کا عملہ اور مزدور اندر موجود ہیں ......دہشت گردی نہیں؟ ایسا کیوں ہے کہ امریکہ پر حملے کو دہشت گردی کی کاروائی کہنے والی بہت سی آوازیں موجود ہیں، مگر امریکی حملوں کے خلاف کوئی آواز نہیں سنائی دیتی؟ میں تو ان دونوں واقعات میں اس کے سوا کوئی فرق نہیں پاتا کہ سوڈان میں جس مال سے فیکٹری قائم ہوئی تھی وہ مسلمانوں کا مال تھا اور جو عملہ اور مزدور مارے گئے وہ بھی مسلمان تھے، جبکہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی عمارتوں پر کفار کا مال خرچ ہوا تھا اور حملے میں مرنے والے بھی کفار تھے۔ کیا یہی وہ فرق ہے جس کی بنیاد پر ہمارے بہت سے بھائی ۱۱ ستمبر کے واقعے کو دہشت گردی کہتے ہیں مگر سوڈان پر حملے کے معاملے میں چپ سادھ لیتے ہیں؟؟ نیز لیبیا اور عراق کے عوام پر

اقتصادی پابندیاں لگا کر انہیں جس بھوک اور قحط سالی کی طرف دھکیلا گیا اور عراق و افغانستان پر جو بمباری اور حملے کیئے گئے کیا وہ سب بھی دہشت گردی نہیں؟

میں یہ بھی جاننا چاہوں گا کہ ان حضرات کے نزدیک ''معصوم افراد'' سے کیا مراد ہے؟ ''معصوم'' سے لازماً ان تینوں معانی میں سے کوئی ایک مراد ہوگا:

ا۔ وہ لوگ جنہوں نے نہ تو اپنی ریاست کے ساتھ مل کر قتال کیا، نہ ہی بدن، مال رائے، مشورے یا کسی اور ذریعے سے قتال میں معاونت کی:

یہ لوگ اگر دیگر افراد سے علیحدہ اور قابلِ تمیز رہیں تو ان کا قتل جائز نہیں، البتہ اگر یہ دوسرے لوگوں میں گھل مل جائیں تو محاربین کو نشانہ بناتے ہوئے ان کا ضمناً مارا جانا جائز ہے؛ مثلاً بوڑھے، عورتیں، بچے، مریض، معذور، اور تارکِ دنیا راہب۔ ابنِ قدامہؒ فرماتے ہیں:

''عورتوں اور بچوں کو جان بوجھ کر نشانہ نہ بنایا جائے، لیکن اگر رات کے حملے میں یا محاربین میں گھلے ملے ہونے کی وجہ سے وہ مارے جائیں تو جائز ہے۔ اسی طرح دشمن کو قتل کرنے یا پچھاڑنے کی غرض سے ان کے جانوروں (اونٹ، گھوڑے وغیرہ) کا قتل جائز ہے۔ اس رائے سے کسی کو اختلاف نہیں۔''

(المغنی و الشرح: ۱۰-۵۰۳)

آپؒ کا یہ قول بھی منقول ہے کہ

''شب خون مارنا جائز ہے۔''

امام احمد بن حنبلؒ کی رائے بھی یہی ہے کہ

''شب خون مارنے میں کوئی حرج نہیں اور غزوہ روم بھی تو شب خون ہی تھا۔''

آپؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

''ہمارے علم میں نہیں کہ کسی نے شب خون کو ناپسند کیا ہو۔''

(المغنی و الشرح: ۱۰-۵۰۳)

۲۔ وہ لوگ جنھوں نے اپنی محارب ریاستوں کی جانب سے جنگ میں عملاً شرکت تو نہیں کی، لیکن اپنے مال اور مشوروں سے جنگ میں معاونت کی:

یہ لوگ ''معصوم'' اور'' بے گناہ'' شہری نہیں، بلکہ محاربین ہی میں سے ہیں اور فوج کی پچھلی صفوں اور کمک فراہم کرنے والے مددگار و معاونین میں شمار کئے جائیں گے۔

ابنِ عبدالبر (الا ستذ کار میں) لکھتے ہیں:

''اس بات پر علماء میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو عورتیں اور بوڑھے جنگ میں شریک ہوں ان کا قتل مباح ہے، نیز جو بچے لڑنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور پھر عملاً لڑیں بھی، تو ان کا قتل بھی جائز ہے۔'' (الاستذ کار: ۱۴-۷۴)

ابنِ قدامہؒ نے ان عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کے قتل کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے جو جنگ میں اپنی قوم کی مدد کریں۔ ابنِ عبدالبرؒ کا قول ہے کہ

''اس بات پر اجماع ہے کہ حنین کے دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے درید بن الصمۃ کو اس لیے قتل کروایا کہ وہ صاحبِ رائے تھا اور اپنے مشوروں اور جنگی چالوں کے ذریعے فوج کی مدد کرتا تھا۔ لہٰذا جو بوڑھا بھی اس طرح جنگ میں شریک ہو، سب علماء کے نزدیک اس کا قتل جائز ہے۔''

(التمھید: ۱۶-۱۴۲)

امام نوویؒ نے شرحِ مسلمؒ کے باب الجہاد میں صاحبِ رائے بوڑھوں کو قتل کرنے پر اجماع نقل کیا ہے۔ ابنِ قاسمؒ نے 'الحاشیة' میں نقل کیا ہے کہ

''اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جنگ میں بذاتِ خود بلا واسطہ شریک ہونے والے اور پچھلی صفوں میں رہتے ہوئے بالواسطہ شریک ہونے والے کا شرعی حکم ایک ہے۔''

یہ اجماع امام ابنِ تیمیہؒ نے بھی نقل کیا ہے۔ نیز امام ابنِ تیمیہؒ کی یہ رائے بھی منقول ہے کہ

''دشمن فوج کے ساتھی ومعاونین بھی حقوق اور ذمہ داریوں میں ان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔''

۳۔ وہ لوگ جو مسلمان ہوں:

ان کا قتل صرف اس وقت جائز ہے جب وہ دشمن کے ساتھ یوں گھل مل جائیں کہ انہیں مارے بغیر دشمن کو مارنا ممکن نہ ہو۔ اس موضوع پر تفصیلی گفتگو مسلمان قیدیوں کو بطور ڈھال استعمال کرنے کے مسئلے میں گزر چکی ہے۔

لہٰذا وہ لوگ جو بلا سوچے سمجھے ''معصوم'' اور ''بے گناہ افراد'' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور ایسے سب لوگوں پر حملہ کرنے کو ہر حال میں ناجائز قرار دیتے ہیں، دراصل مغربی میڈیا کی عطا کردہ اصطلاحات کو بلا تنقید من وعن قبول کر کے دہرا رہے ہیں، حالانکہ یہ شرعی اصطلاحات نہیں اور بعض اوقات یہ شریعت سے متصادم بھی ہوتی ہیں۔

ایسے لوگوں کے لئے ایک جواب یہ بھی ہے کہ شریعتِ اسلامی ہمیں کفار کے ساتھ وہی معاملہ کرنے کی اجازت دیتی ہے جو انہوں نے ہمارے ساتھ کیا ہو (معاملة

بالمثل)۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ

(النحل: ۱۲۶)

﴿اور اگر تم بدلہ لو، تو اتنا ہی لینا جتنی زیادتی تم پر کی گئی تھی﴾

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا

(الشوریٰ: ۴۰)

﴿اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر کی برائی ہے﴾

انتقام بالمثل کے جواز پر علماء کی آراء:

ابنِ تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''زیادتی کے برابر انتقام لینا مجاہدین کا حق ہے۔ چنانچہ وہ چاہیں تو بطور بدلہ انتقام لیں اور چاہیں تو بخش دیں۔ جہاں بدلہ لینے سے جہاد کے مقاصد کو کوئی فائدہ نہ پہنچے اور نہ ہی کفار کے لیے باعثِ عبرت بن سکے، وہاں صبر کرنا ہی افضل ہے۔ البتہ اگر بدلہ لینا کفار کو دعوتِ ایمان دینے یا ان کی سرکشی توڑنے کا باعث بنے تو ایسے میں انتقامی کاروائی حدود اللہ کے قیام اور جہادِ اسلامی کا تقاضا ہے۔ یہ رائے ابنِ مفلح نے 'الفروع' میں نقل کی ہے۔'' (۶-۲۱۸)

''معصوم'' اور ''بے گناہ'' کی اصطلاح کو بلا قید و تخصیص استعمال کرنے کا لازمی نتیجہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے صحابہؓ پر (نعوذ باللہ) معصومین کے قاتل ہونے کی تہمت لگانا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ طائف پر حملے کے لئے منجنیق

نصب کی، حالانکہ منجنیق اپنی ماہیت کے اعتبار سے ایک ایسا ہتھیار ہے جو ''معصوم'' اور ''غیر معصوم'' میں تمیز نہیں کر سکتا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''معصوم'' اور ''غیر معصوم'' کی مغربی تقسیم کے برعکس بنو قریظہ کے تمام بالغ مردوں کو قتل کروایا۔

ابنِ حزمؒ 'المحلی' میں درج ذیل حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حدیث:

عُرِضتُ یَوۡمَ قُرَیۡظَۃِ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ فَکَانَ مَنۡ اَنۡبَتَ قُتِلَ

(مجھے (بھی) قریظہ والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا، پس (اس دن بنو قریظہ کا) ہر بالغ مرد قتل کر دیا گیا)

تشریح:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل ہمیں ایک عمومی اصول عطا کرتا ہے جس کی لپیٹ سے کوئی مزدور، تاجر، کسان یا معمر فرد محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور اسی پر علماء کا اجماع بھی ہے۔'' (المحلی ۷۔ ۲۹۹)

ابنِ قیمؒ زاد المعاد میں لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہی رہا ہے کہ جب آپ کسی قوم سے صلح یا معاہدہ کرتے اور وہ قوم یا اس کے کچھ لوگ معاہدہ توڑ ڈالتے اور قوم کے باقی افراد اس نقضِ عہد کی تصدیق کرتے اور اس پر راضی رہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کو معاہدے کی خلاف ورزی کرنے والا شمار کر کے سب کے خلاف جنگ کرتے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ، بنی نضیر، بنی قینقاع اور اہلِ مکہ کے خلاف غزوات میں کیا۔ عہد شکنی کرنے والوں کے

بارے میں یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔''

آپؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ

''ابنِ تیمیہؒ نے مشرق کے عیسائیوں کے خلاف جنگ کرنے کا فتویٰ دیا، کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے دشمنوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں مال اور اسلحہ فراہم کیا تھا۔ ابنِ تیمیہؒ نے عیسائیوں کے اس فعل کو عہد شکنی گردانا، حالانکہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ جنگ نہیں لڑی تھی، کیونکہ نبی ﷺ نے بھی قریش کے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمایا تھا جب انہوں نے مسلمانوں کے حلیف قبیلے کے خلاف بنی بکر بن وائل کی مدد کی تھی۔''

اختتامیہ:

ہم جانتے ہیں کہ کافر مغرب، بالخصوص امریکہ.........مسلمانوں کے خلاف ظلم وستم کا سلسلہ جاری رکھے گا...............اور یہ سلسلہ افغانستان، فلسطین یا شیشان تک محدود نہ رہے گا، بلکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر جہاد اور جہاد کرنے والوں کا دنیا بھر سے مکمل صفایا کرنے کی بھرپور مہم چلائی جائے گی۔ افغانستان کے خلاف امریکی اقدامات بھی اس وقت تک نہیں رکیں گے جب تک مجاہدینِ طالبان کا زور مکمل طور پر توڑ نہ دیا جائے۔

طالبان کا قصور بس یہی ہے کہ انہوں نے مجاہدین کو پناہ دی اور کفر کے سامنے جھکنے سے انکار کیا، چنانچہ ان کی ہر ممکن مدد و نصرت کرنا واجب ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (التوبة: ۷۱)

﴿مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست و مددگار ہیں﴾

نیز یہ کہ

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى (المآئدة: ۲)

﴿اور نیکی اور تقوے کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو﴾

لہٰذا مجاہدینِ طالبان کی مدد کرنا لازم ہے۔ اس مدد کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں:

مال، جان، مشوروں، اور آراء سے؛ ذرائع ابلاغ کے ذریعے؛ مجاہدین کی عزت وشہرت کے تحفظ کے ذریعے اور ان کی فتح ونصرت اور استقامت کی دعاؤں سے۔ مدد کرنا نہ صرف مسلمان عوام پر لازم ہے بلکہ افغانستان کے قرب وجوار میں موجود مسلمان ریاستوں کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ وہ مغربی طاغوتی طاقتوں کے مقابلے میں مجاہدینِ طالبان کا بھر پور ساتھ دیں۔ یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ اس تحریک کا ساتھ نہ دینا اور اسے تنہا اور سسکتا چھوڑ دینا کفار کی مدد اور مسلمانوں سے دشمنی کے مترادف ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (المآئدة: ۵۱)

﴿اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی بھی انہیں اپنا دوست بنائے وہ انہیں میں سے ہے﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ (الممتحنة: ۱)

﴿اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ﴾

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ (الممتحنة: ۴)

﴿تم لوگوں کے لئے ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں۔ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا جب تک کہ تم اللہ واحد پر ایمان نہ لے آؤ﴾

لَا تَجِدُ قَوْماً یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْا اٰبَآئَهُمْ اَوْ اَبْنَآئَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (المجادلة: ۲۲)

﴿آپ اللہ تعالی اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں سے محبت کرتے نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ، ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے﴾

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖٓ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِیْ

فَطَرَنِیْ فَاِنَّہٗ سَیَھْدِیْنِ (الزخرف: ۲۶)

﴿اور جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ میں ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے راہِ ہدایت دکھائے گا﴾

اگر مسلمان ریاستیں یونہی بیٹھ کر یہ خونی تماشا دیکھتی رہیں تو نہ تاریخ انہیں معاف کرے گی اور نہ ہی ان ریاستوں میں بسنے والی مسلم آبادیاں۔ ان مشکل حالات میں اپنے بھائیوں کو تنہا چھوڑنے والوں کو خوب سوچ لینا چاہیئے کہ اللہ کی پکڑ اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَ لَا یُسْلِمُہٗ

(مسلم: کتاب البرّ و الصّلۃ و الآداب)

(مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کا ساتھ چھوڑتا ہے)

اسی طرح، حدیثِ قدسی ہے:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ (بخاری: کتاب الرقاق)

(جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی لگائی، تو میری طرف سے اس کے خلاف اعلانِ جنگ ہے)

ایک اور فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

مَنْ اُذِلَّ عِنْدَہٗ مُؤْمِنٌ فَلَمْ یَنْصُرْہُ وَ ھُوَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یَّنْصُرَہُ اَذَلَّہٗ

اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلٰی رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

(مسنداحمد : حدیث سھل بن حنیفؓ)

(جس شخص کے سامنے کسی مومن کو ذلیل کیا جا رہا ہو اور وہ قدرت رکھنے کے باوجود اس کی مدد نہ کرے تو اللہ قیامت کے دن اس کو تمام مخلوق کے سامنے ذلیل کریں گے)

ہم اس موقع پر پاکستان کے اہلِ اقتدار کو متوجہ کرانا چاہتے ہیں کہ اسلام دشمن امریکی فوجوں کو اپنی سرزمین میں ہوائی اڈے اور اپنے وسائل تھما دینا نہ تو حکمت کا تقاضا ہے نہ ہی سیاست کا، کیونکہ ان ایمان فروش حرکتوں کا سب سے زیادہ نقصان پاکستان کو ہے۔ امریکی افواج کو یہاں جگہ دینے کا نتیجہ انہیں اپنے رازوں تک بآسانی پہنچنے کا موقع فراہم کرنا ہے۔عین ممکن ہے کہ پاکستان میں قیام کے دوران امریکی افواج جو معلومات اکھٹی کریں وہ اسرائیل کو پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام پر ویسا ہی حملہ کرنے کا موقع دیں جیسا حملہ اس نے عراق پر کیا تھا۔یہ کیسی عجیب صورتحال ہے کہ آج پاکستان اسی پر اعتماد کر رہا ہے جو کل تک اس کا کھلا دشمن تھا!! میرے خیال میں پاکستان میں دینی طبقے ہی نہیں، بلکہ تمام اہلِ عقل و دانش ٹھنڈے پیٹوں اس پالیسی کو گوارا نہیں کریں گے۔

ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ اپنے دین کی مدد کرے!

اپنے کلمے کو بلند کرے!

اسلام، مجاہدین اور مسلمانوں کو عزت بخشے!

امریکہ، اس کے پیروؤں اور اس کے مددگاروں کو ذلیل کرے!

یقیناً وہ مسلمانوں کا ولی ہے اور ان کی مدد پر قادر ہے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین